رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۲ | مورخہ ۱۷۔ نومبر سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۲۷۔ ذی الحج سنہ ۱۳۳۲ ہجری | نمبر ۶۶

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح خدا کے فضل و کرم سے بعافیت ہیں۔ اہل بیت نبوی میں خیریت ہے ٭

(۲) تعلیم الاسلام کی ٹیمیں بیرنگ سکول سے فٹ بال میں تین گولوں پر۔ اے۔ ایل۔ او۔ ای سکول سے ہاکی چار گولوں پر اور ایم۔ بی سکول سے ہاکی تین گولوں پر جیت کر واپس آگئی ہیں۔ اس خوشی میں ۱۴۔ کو سکول میں تعطیل رہی

(۳) سکول کے ہال کی دیواریں چھت تک تیار ہو چکی ہیں۔ اور قینچیئیں چڑھائی جا رہی ہیں۔ جن کے چڑھنے کے بعد بہت جلدی چھت طیار ہو جائے گی ٭

(۴) رات سے مطلع ابر آلود ہے اور رات کچھ تقاطر بھی ہوا ٭

تازہ خبریں

جرمنی نے ڈگز موڈ لے لیا۔ بلجیم میں لڑائی شدت سے وقوع میں آئی۔ جرمن ڈگز موڈ پر متصرف ہو گئے۔ مگر متحدہ افواج نواح شہر پر قابض ہو گئیں۔ اور سپاہ متحدہ نے لمبارڈ زائد پر بھی تسلط کر لیا ہے۔ نیز سیبرس سے نیو پورٹ تک کی نہر بھی انہی کے پاس ہے۔ اپیر میں بھی بہت شدید لڑائی ہوئی لیکن متحدہ افواج سوسن کے شمالی جانب اور دیلی کی غربی جانب کو بڑھیں۔ جرمنز لمبارڈ زائد لینے کی پھر کوشش کر رہے ہیں لیکن پسپا ہوئے۔ انہوں نے دریائے یسر کے بائیں کنارے پر ڈگز موڈ سے نکلنے کی کوشش کی مگر بے سود ٭

برٹش گنبوٹ نائگر کی تباہی۔ چھوٹا سا انگریزی گنبوٹ نائگر نامی ڈیل میں ایک آبدوز کشتی کے تارپیڈو سے غرق ہوا

جرمن نقصان۔ مشرقی پرشیا کی لڑائی میں جرمن افسروں میں سے ۷۰ فیصدی مارے گئے۔ ۲۳۔ اکتوبر سے ۵۔ نومبر تک روسیوں نے چار ہوٹزر توپیں اور بہت سی توپیں چھین لیں اسکے علاوہ ۳۲۳ افسر اور ۲۱۷۵۰ اسیر کئے ٭

ترکوں کی پسپائی۔ لندن ۱۳۔ نومبر۔ پٹروگریڈ کا سرکاری بیان ہے۔ پچھلے بدھ کو ترکوں نے کپروکی پر حملے کئے۔ لیکن وہ پسپا ہوئے اور انہیں بہت سا نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ جو سڑک آذربائجان سے وان تک جاتی ہے۔ اس پر بھی انہیں زک اٹھانی پڑی ٭

لنڈن ۱۳۔ نومبر۔ جو جہاز ساحل چلی پر پسماندگان کی تلاش میں گئے ہوئے تھے واپس آگئے ہیں۔ انہیں کوئی کامیابی نہیں ہوئی ٭

(لنڈن ۱۳۔ نومبر) ارل رابرٹ انڈین افواج کا معائنہ کرنے کے لئے فرانس چلے گئے ہیں ٭

(ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھپ کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

جنگ یورپ

کیلے پہنچنے کیلئے جرمن کوششیں۔ نومبر ۱۱۔ نواب وزیر ہند کا تار حضور وائسرائے کی طرف مظہر ہے۔ کہ جرمن کیلے پہنچنے کے لئے پھر کوشش کر رہے ہیں پچھلے پیر کے دن سخت لڑائی ہوئی۔ جرمن پسپا ہوئے۔ فرنچ افواج نے آرمنٹیرز اور پیرس کے درمیان نمایاں ترقی کی۔

آسٹریلیا کا اظہار مسرت۔ آسٹریلین جہاز نامی سڈنی نے ایمڈن کو مقام کیلنگ پر جزیرہ کوکس (نام) تلاش کر کے فناہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے برٹش کروزر۔ فرانسیسی روسی اور جاپانی جہاز بھی اس کے تعاقب میں تھے۔ آسٹریلیا میں اس پر بہت خوشی منائی جا رہی ہے۔

جرمن کروزر کونگزبرگ۔ یہ دریائے رفیجی میں مشرقی افریقہ جزیرہ مافیا کے عین مقابل پر مقیم تھا۔ اب وہ وہاں ناکہ بندی کر دیا گیا ہے۔ لہذا وہ اور نقصان نہیں کر سکتا۔

جرمنوں کی پسپائی۔ روسیوں نے جرمنوں کو لائک کے قریب مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ کراکو کی سڑک پر وہ بیکوب تک پہنچ گئے۔ اور گلیشیا میں دریائے وسلوکا عبور کر رہے ہیں۔

لنڈن ۱۲ نومبر۔ پیٹروگریڈ۔ سرکاری بیان ہے۔ کہ مشرقی پرشیا میں روسی (فوجیں) جھیلوں کے قریب قریب ہیں۔ گلیشیا میں روسی حملہ شدت سے جاری ہے۔

الہ آباد ۱۴ نومبر۔ روسی سفیر کا بیان ہے۔ کہ روسیوں کی منظر اب کراکو پر ہے۔ آسٹروی نرغے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ضروری ہے کہ وہ شکست مان لیں۔

شمالی فرانس سے ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ جرمنوں نے ہیاوان پر گولہ باری کی۔ اور بہت سی دکانوں اور گھروں کو نقصان پہنچایا۔

ٹائمز کا نامہ نگار اسٹاک ہوم سے بیان کرتا ہے۔ کہ برٹش بحری افواج نے جرمنوں کی تین ۱۱ انچی توپوں کو تباہ کر دیا ہے جو زیبرج سے لائی گئی تھیں۔

وہ یہ بھی بیان کرتا ہے۔ کہ آٹھ سو اہل ہنگری بھی ہمراہ توپ خانہ براہ زیچ کراکو کو گذر رہے ہیں۔

الہ آباد ۱۳ نومبر۔ پایونیر کا ولائتی تار مظہر ہے۔ کہ ہندوستانی افسروں کی سرگرمی کوشش اپنے سپاہیوں کے مطابق ہے۔ مگر ان کے زرد چہرے ان کو چن چن کر نشانہ بنانے کا موقعہ دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے چہروں کے رنگ کو کسی رنگ سے بدلنے کے مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں۔

آسٹروی و جرمن معرض خطر میں۔ کراکو کے علاقہ میں آسٹروی لشکر روسیوں کے نرغے میں آجانے کے خطرہ میں ہے۔ اور ایک اور روسی سپاہ جرمنی کے داہنے بازو کو دھمکی دے رہی ہے۔

روسی فتح۔ لنڈن ۱۲ نومبر۔ پیٹروگریڈ۔ سرکاری بیان ہے۔ کہ روسیوں نے ترکوں کی کوشش کو ناکارہ کیا جو انہوں نے کپرکی پر ہمارے بازو پر دباؤ ڈالنے اور قیدیوں اور بارود و دیگر سامان جنگ گرفتار کرنے کیلئے کیں۔ روسیوں نے تمام وادی الشرٹ پر قبضہ کر لیا ہے۔

صلحنامہ۔ پایونیر کا تار۔ جرمنی نے جو روس کو صلح کا پیغام دیا ہے۔ وہ یقینی خیال کیا جاتا ہے۔

امیر البحر ٹروبرج کی بریت۔ امیر البحر ٹروبرج نے جو برسلا اور گوبن کے تعاقب میں سستی دکھلائی۔ اس کی وجہ سے ان پر کورٹ مارشل کا جرم صادر ہوا تھا۔ لیکن اب ان کو بری کر دیا گیا ہے۔

بحری معرکہ کروزر کی غرقابی۔ لنڈن ۱۲ نومبر۔ سرکاری اعلان ہے۔ ایچ ایم۔ ایس ناگر کو ایک آب دوز کشتی نے ڈاونز میں غرق کر دیا ہے۔ تمام افسر اور ۷۷ آدمی بچا لئے گئے۔ چار زخمی ہوئے۔ یہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ جانی کا نقصان کوئی نہیں ہوا۔ مقام ڈیل پر جو لوگ موجود تھے انہوں نے اس حادثہ کو دیکھا ہے۔ ناگر دوپہر کے وقت ساحل سے دو میل کے فاصلہ پر لنگر ڈالے ہوئے تھا۔ جب اس کے عملہ میں اکثر کھانا کھا رہے تھے۔ تو اچانک ہی جہاز کے پل کی طرف سے شور کی آواز کانوں میں پہنچی۔ بعض دفعہ شکستہ جہاز پر پہنچے انہوں نے تارپیڈو سرہنے کے کٹ کا معائنہ کیا۔ ناگر نشانہ لگنے کے ۲۰ منٹ میں غرق ہو گیا۔ بعض نے سمندر میں چھلانگیں ماریں۔ اور بعض ساحل کی کشتیوں نے بچا لئے گئے۔ ناگر ۸۱۰ ٹن وزن کا تھا۔

کروزر ایمڈن کا کپتان۔ لنڈن ۱۱ نومبر۔ اخبارات برٹش کروزر ایمڈن کے تخریبی کارناموں کی تعریف کرتے ہیں۔ اور انہیں سچے دل سے توقع ہے۔ کہ وہ بچ گیا ہے۔ اگر وہ کبھی لنڈن آگیا۔ تو اسے پرجوش خیر مقدم کہنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

سنگٹاؤ۔ امسٹرڈم ۱۳ نومبر۔ سنگٹاؤ کے گورنر نے پیر ۹ نومبر کے دن قیصر کو یہ تار بھیجا۔ "دشمن نے قلعہ پر حملہ کر کے فتح کر لیا ہے۔ مدافعت کے تمام ذرائع ختم ہو جانے کے بعد ہمارا مرکز مسخر ہوا۔ ہمارا توپ خانہ بالکل مغلوب ہو گیا تھا۔"

لارڈ کریو وزیر ہند نے دارالامراء میں تقریر کی۔ کہ اسلام سے ہمارا کوئی تنازعہ نہیں۔ ٹرکی کا خواہ کچھ حشر ہو۔ اسلام دنیا میں قائم رہے گا۔ اسلام کا مذہب اور اس کی تاریخ ترکی نہیں۔ عربی ہے۔

گزارہ۔ لنڈن ۱۲ نومبر۔ مقتول سپاہیوں کی بیوگان کے گزارہ کی مقدار پر پارلیمنٹ میں غور ہوگا۔ افسروں کی بیوگان پر بھی غالباً توجہ کی جائے گی۔

ایمڈن کی تباہی اور کونگزبرگ کی بیکاری پر جرمن اخبارات سخت ماتم کر رہے ہیں۔

کالی کٹ۔ ۹ جرمن ولنگٹن کو اور مدراس سے ۱۱ جرمن ۱۳ نومبر کو احمد نگر پولیس کی نگرانی میں بھیجے گئے۔

مدراس ہائی کورٹ کے بار روم کی چھت میں بجلی کی تار کی خرابی سے آگ لگ گئی۔ مگر بروقت دیکھ لی گئی۔

جنوبی افریقہ۔ باغیوں نے دیر باپر کمانڈر کردینی پر حملہ کیا۔ کمانڈر نے ڈیلور کی جمعیت کو دریائے وٹ پر منتشر کر دیا۔ اور ۴۸ گرفتار بھی کئے گئے۔

جنوبی افریقہ کے باغیوں کو شکست۔ جنرل بوتھا کی باغیوں کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی۔ شبانہ روز کوچ کے سفر کے بعد باغیوں کو سخت شکست ہوئی۔ ان کے ۲½ سو آدمی کام آئے۔

گورنمنٹ ہند عنقریب ایک وائٹ پیپر پارلیمنٹ میں بھیجے گی۔ جس میں ہندوستانیوں کی اعانت جنگ کا ذکر ہوگا۔

پرزمسل۔ الہ آباد ۱۳ نومبر۔ پرزمسل اب محاصرہ میں نہیں رہا۔ گو پرزمسل کا محاصرہ اٹھ جانے کی خبر آسٹریا کے سوا اور کسی فریق نے شائع نہ کی تھی۔ مگر اب اس مضمون کی تار خبریں آ رہی ہیں۔ کہ روسی مقام مذکور کا پھر محاصرہ کر رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل

قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۱۷ ۔ نومبر ۱۹۱۴ء

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

مکّہ مکرّمہ کی حفاظت

”آج کا لیڈر اور الاسلام ایک ہی ہے اسلئے کہ اس مضمون سے زیادہ ضروری لیڈر اور کوئی نظر نہ آتا تھا ۔ اور اگر لیڈر الگ لکھا جاتا تو یہ مضمون نامکمل رہتا ۔ اسلئے دونوں کی جگہ ایک ہی مضمون دیا گیا ہے یہ لیڈر بھی ہے اور الاسلام بھی ۔ ایڈیٹر“

چونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اسلئے ایک عالم الغیب ہستی کی طرف سے ہونیکا ثبوت بھی وہ اپنے اندر ہی رکھتا ہے اور اس میں آئندہ ہونیوالے واقعات کے متعلق ہزاروں اخبار ہیں جو اپنے وقت پر پوری ہو کر دنیا کو محو حیرت کر رہی ہیں اور صداقت اسلام کے قبول کرنے پر مجبور کرتی ہیں ✦

ان امور غیبیہ کی اخبار میں سے نہایت ہی زبردست ہیں وہ جنمیں کسی ایک زمانہ میں ہونے والے واقعہ کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا بلکہ ایک ایسی خبر دیگئی ہے جو ہر ایک زمانہ سے متعلق ہے اور جس کا پورا ہونا صرف کسی خاص زمانہ سے مقید نہیں ۔ اور ایسی ہی پیشگوئیوں میں سے مکّہ کی حفاظت کی پیشگوئی بھی ہے ۔

اس پیشگوئی کو قرآن کریم نے مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے، لیکن سورہ عنکبوت میں اس کو نہایت واضح الفاظ میں ذکر کیا ہے اور اس نشان کو پیش کر کے اسلام کے دشمنوں پر حجت قائم کی ہے وہ الفاظ یہ ہیں :-

اولم یروا انا جعلنا حرما امنا ویتخطف الناس من حولہم افبالباطل یومنون وبنعمۃ اللہ یکفرون ۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو امن والا یا امن دینے والا بنایا ہے، دوسرے لوگ انکے اردگرد سے اچکے جاتے ہیں پس کیا جھوٹی باتوں کو مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کرتے ہیں یعنے اُسے قبول نہیں کرتے ۔

اس آیت کی تائید میں اور آیات بھی پیش کیجا سکتی ہیں جیسے کہ سورہ قصص کی آیت :- وقالوا ان نتبع الھدیٰ معک نتخطف من ارضنا اولم نمکن لھم حرما امنا یجبیٰ الیہ ثمرات کل شیء رزقا من لدنا ولکن اکثرھم لا یعلمون وکم اھلکنا من قریۃ بطرت معیشتھا فتلک مساکنھم لم تسکن من بعدھم الا قلیلا وکنا نحن الوارثین ۔ اور مکہ والوں نے کہا کہ اگر ہم اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے ساتھ ہو کر ہدایت کو قبول کر لینگے تو ہم اپنی زمین سے اُچکے جائینگے (لوگ ہم کو دُکھ دینگے اور حملہ کر کے تباہ کر دینگے) (انہیں کہدو کہ) کیا ہم نے ان کو حرم میں جگہ نہیں دی جو امن والی جگہ ہے یا امن دینے والی جگہ ہے ۔ جو اسمیں داخل ہو امن پا جاتا ہے ۔ اور ہر قسم کے میوہ اس کیطرف لائے جاتے ہیں جن کا لایا جانا ہمارے احسان کے ماتحت ہوتا ہے لیکن اگر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے انکو ہلاک کر دیا کیونکہ انہوں نے اپنے ایام حیات میں تمرد اور سرکشی دکھانی شروع کر دی تھی پس یہ دیکھ لو کہ انکے گھر موجود ہیں انکے ہلاک ہونے کے بعد وہ بالکل آباد نہیں ہوئے یا بہت تھوڑا آباد ہوئے جیسا کہ مسافروں کا گذر یا قافلوں کا ۔ ذرا ٹھہر جانا ✦

اسی طرح سورہ ایلاف میں ہے ۔ فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع وامنھم من خوف ۔ پس چاہئیے کہ عبادت کریں اس گھر کے رب کی جس نے اس گھر کی بدولت ان لوگوں کو بھوک کی حالت میں کھلایا اور خوف کی حالتمیں امن دیا

اسی طرح اور بہت سی آیات قرآنیہ ہیں جن سے مکہ کی بیرونی حملوں سے حفاظت اور غیر اقوام کی دستبرد سے بچاؤ کا وعدہ ہے اور قرآن کریم نے اس وعدہ کو ہمیشہ پورا کرنے کا وعدہ کیا ہے کسی خاص زمانہ میں ۔

دنیا کی آبادی میں کہتے ہیں سب سے زیادہ بُدھ پھر مسیحی پھر مسلمان اور پھر ہندؤں کی تعداد ہے انمیں سے ہر ایک قوم کے بعض خاص مقامات ہیں بدھوں کی خاص جگہ گیا ہے جو ہندوستان کا ایک شہر ہے ۔ مسیحیوں کی خاص جگہ ناصرہ اور یروشلم ہیں مسلمانوں کا خاص مقام مکہ مکرمہ ہے ہندؤں کے خاص مقامات دریائے گنگا کے کنارہ پر چلے جاتے ہیں خصوصاً ہردوار اور بنارس گیا ایک دیوتا کا جو ایشور پرمیشور کا دوسری مقام اوتار ہے ان تمام مقامات سے کونسا ہے جو غیر اقوام سے محفوظ رہا ہو ۔ یروشلم میں ہر مذہب کے لوگ آباد ہیں اور الغیانوں سب علاقہ مسلمانوں کے قبضہ سے ۔ اور اب تک بھی مسلمان حاکم رہے ہیں آئندہ کا حال خدا جانتا ہے وہ مقامات خونریزی اور جنگ و جدل کا آماجگاہ بنے رہے گیا پہلے بدھوں پھر ہندوں پھر مسلمانوں کے قبضہ میں رہا، اور آج کل انگریزوں کے قبضہ میں ہے، جنگ و جدل کے آماجگاہ بننے سے وہ بھی نہیں بچا بنارس اور ہردوار کا بھی وہی حال ہے، جو گیا کا ۔ مکہ اور صرف مکہ ہی وہ مقام ہے، جو ابراہیم کے زمانہ سے آج تک جنگ و جدل کا آماجگاہ بننے سے محفوظ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، کہ آئندہ بھی رہیگا ۔

مسلمانوں پر سخت سے سخت مصیبتیں آئی ہیں ترکوں کے حملوں نے جب وہ ابھی اسلام سے ناآشنا تھے اور کفر کی ضلالت میں گرفتار اسلامی حکومت کو بیخ و بُن سے اکھاڑ کر پھینک دیا تھا خلیفہ بغداد کی حکومت کو اس طرح برباد کیا گیا تھا کہ پھر اسلامی حکومت کے قائم ہونیکی کوئی اُمید نہ تھی ان کا ہاتھ کوئی روکنے والا نہ تھا اگر چاہتے تو مکہ پر بھی حملہ کر سکتے تھے لیکن وہ کون تھا جس نے انکی توجہ کو اسطرف نہ پھرنے دیا وہ **رب ہذا البیت** جس نے **حرم کو امنا بنایا ہے** ۔ ترک عرب پر قابض بھی ہوئے تو کب جب وہ مسلمان ہو چکے تھے ۔ اور ایک فاتح کی طرح نہیں بلکہ مفتوح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے جب انکی خون چکان تلواریں سر داٹھی ہوئی ہیکل کے ساتھ لپٹی ہوئی تھیں اور انکی زبانیں لبیک اللھم لبیک ۔ لبیک اللھم لبیک لاشریک لک (یعنی لبیک اللھم لبیک ۔ لبیک اللھم لبیک لاشریک لک ۔ ترک کاف کی جگہ ج کا استعمال کرتے ہیں انکی زبان میں ک کا اسطرح استعمال نہیں) جاری تھا وہ تلواریں باندھ کر اسلام کو فتح کرنے نکلے تھے مگر اسلام نے انکو فتح کر لیا انہوں نے اسلامی دارالخلافہ بغداد پر قبضہ کیا مگر اسلام نے انکے دل پر قبضہ کر لیا ۔ فسبحان الملک القدوس اسی طرح اور بھی بہت سے زمانے ایسے آئے ہیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دشمنوں کی زد میں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ انکی حفاظت فرمائی اور کبھی ان پاک مقامات کو آماجگاہ جنگ و جدل بننے نہیں دیا ✦

پس اے سوچنے والو! سوچو اور اے عقلمندو عقل سے کام لو کہ کیا ایسی خبر قبل از وقت دینا کسی انسان کا کام تھا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ ایک علم ہیئت کا ماہر بھی آنیوالے واقعات کی نسبت کچھ خبر دیسکتا ہے اور بہت دفعہ دیکھا گیا ہے کہ ان لوگوں کی بھی بعض باتیں پوری ہو جاتی ہیں ایک سیاسی آدمی بھی ایک پیشگوئی کرتا ہے اور اس کا قیاس بھی بعض اوقات درست نکل آتا ہے اور ہم بغیر جرح کئے تسلیم بھی کر لیتے ہیں کہ علم ہیئت کے ماہر بھی غیب سے واقف ہیں، اور وہ بھی آئندہ کی اخبار دے سکتے ہیں اور اسیطرح یہ کہ سیاسی گروہ بھی بعد مدۃ مشاہدات کی بناء پر آئندہ کے کچھ واقعات کی خبر دیدیتا ہے حالات بھی بتایا کرتے ہیں انکی پیشگوئیاں اگر سچی بھی سمجھی جائیں تو ایک نہایت محدود عرصہ کے متعلق ہوتی ہیں ۔ اور ایک

لیکن یہ بھی کوئی علم نجوم و ہیئت کا شعبہ ہے۔ کہ ایک ایسی خبر بتائی جائے۔ جو قیامت تک پوری ہوتی جائے۔ اور جس کے ذریعہ سے سنکڑوں نہیں ہزاروں سال کے واقعات قبل از وقت بتا دیئے جائیں۔ اگر کوئی ایسا شعبہ ہے۔ تو اسے دنیا کے سامنے پیش کرو۔ تا ہمیں بھی اس پر غور کرنے کا موقعہ ملے۔

آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن کریم حرم کو ہر قسم کے دشمنوں کی دست برد سے محفوظ قرار دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ادہر ادہر سے تو لوگ اچکے جائیں گے۔ لیکن حرم محفوظ رہے گا۔ اور یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوتی ہے۔ سالوں کے تغیرات اور صدیوں کے اثرات اسے باطل نہیں کرسکتے۔ تیرہ سو سال کے اندر ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوتا۔ جو اس خبر کو باطل کرسکے۔ اور یہ بھی نہیں۔ کہ ایسے امتحانات ہوئے ہی نہیں۔ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ لیکن باوجود اس کے کہ کئی دفعہ لیا مکہ بالکل غیر محفوظ تھا۔ پھر بھی کوئی طاقت اسے میدان جنگ بنا کر اسکے امن میں خلل اور اس کی عزت میں نقص نہیں پیدا کرسکی۔ اور خدا نے مکہ مکرمہ کو ہمیشہ مکرم ہی رکھا پھر یہ خبر صرف ایک خبر ہی نہیں بلکہ ایک طاقتور وعدہ ہے۔ خبر تو یہ ہوتی ہے۔ کہ ایسا واقعہ ہوگا۔ لیکن وعدہ یہ ہوتا ہے کہ ہم ایسا کرتے رہیں گے۔ منجم ایک خبر دیتا ہے۔ اور اس کی خبر کو سچ بھی مان لیا جائے۔ تو پھر بھی وہ ایک خبر ہے۔ وعدہ نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ ہی کی طاقت ہے۔ کہ وعدہ کرے کہ ایسا ہوتا رہے گا۔ اور ہم فلاں مقام کو امن میں رکھیں گے۔ اولم یروا انا جعلنا حرما اٰمنا کہنا کسی انسان کا کام نہیں ہے یہ ایک زبردست ہستی کا کام ہے۔ جو الحی ہو۔ القیوم ہو القادر ہو۔ المالک ہو۔ عالم الغیب ہو۔ دنیا کی چوٹی اس کے ہاتھ میں ہو۔ ورنہ کوئی شخص ایسا وعدہ نہیں کرسکتا۔ پس اس وعدہ کا آج سے تیرہ سو سال پہلے کیا جانا پھر مختلف زمانوں میں اسکے خلاف سامانوں کا پیدا ہونا۔ مگر ہمیشہ اس وعدہ کا پورا ہونا ایک زبردست ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اسلام خدا تعالیٰ کا بھیجا ہوا دین ہے۔ ورنہ ایسے کھلے اور بین نشان کا ثبوت کسی اور مذہب اور کسی اور کتاب کے متعلق بھی تو دکھاؤ۔

• آج یہ پیشگوئی پھر بڑے زور سے پوری ہو کر دنیا کے لئے ایک زبردست شہادت ہے۔ اسلام کی صداقت کی کیونکہ عام طور پر ترک مکہ مکرمہ کے محافظ خیال کئے جاتے تھے۔ اور ترکوں کا بادشاہ محافظ حرمین شریفین کہلاتا تھا۔ لیکن اب جبکہ ترک اس خطرناک جنگ میں جس میں انسانوں کے ایندھن سے آگ بھڑکائی جاتی ہے۔ کود پڑے ہیں۔ اور اپنی طاقت سے بڑھ کر قدم مارا ہے۔ ظاہر بین نظروں کے لئے ایک خطرہ کا وقت تھا۔ کہ اب مکہ کا کیا حال ہوگا۔ اب تو وہ ترکوں کے دشمنوں کے رحم پر ہوگا۔ وہ جس طرح چاہیں گے۔ اس مقام سے سلوک کریں گے۔ اور شائد تیرہ سو سال کے بعد اب وقت آیا ہے۔ کہ اس پیشگوئی کا باطل ہونا ثابت ہو جائے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جو قادر ہے۔ ایسے لوگوں کی آنکھوں میں پھر بھی خاک جھونک دی۔ اور مکہ مکرمہ کی حفاظت کے لئے اپنی زبردست قدرت کا اظہار فرمایا۔ اور خود اس قوم کو جس پر ترکوں نے بلا وجہ حملہ کی ٹھانی تھی۔ پکڑ کر اس بات کی طرف متوجہ کیا۔ کہ وہ حرم کو جنگ سے علیحدہ رکھیں۔ اور اس کی حفاظت کا وعدہ کریں۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ حکومت برطانیہ کا مسلمانوں پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ کہ انہوں نے حرمین کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس احسان کی قدر کریں۔ ورنہ خوب یاد رکھیں۔ کہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ اصل احسان اصل فضل اس رب کا ہے۔ جس نے قرآن کریم میں تیرہ سو سال پہلے یہ وعدہ فرمایا تھا۔ کہ جعلنا حرما اٰمنا۔ مقام حرم کو ہم نے امن والا بنایا ہے۔ یتخطف الناس من حولھم۔ مکہ والوں کے ارد گرد سے لوگ اچکے جاتے ہیں۔ مگر وہ محفوظ رہتے ہیں۔ یہ خدا ہی تھا۔ جس نے شہنشاہ جارج پنجم کے دل میں تحریک کی۔ کہ وہ فوراً حرم کے مامون رہنے کا اعلان کریں۔ اور اس اعلان نے ہمیں اسلام کی صداقت کا ایک اور زبردست ثبوت دیا ہے۔ کہ اسلام کے خدا کے وعدے درست اور راست ہیں۔ کوئی حالت اور کوئی وقت انہیں غلط ثابت نہیں کرسکتا۔ پس اے مسلمانو! خدا تعالیٰ کے حضور میں گر جاؤ۔ اور اس کا شکریہ ادا کرو۔ کہ اس نے تم پر اس قدر احسان کئے ہیں۔ اس کے احسانات کی قدر کرو۔ تاکہ وہ تم پر احسان کرے۔ اس کے فضلوں پر شکریہ بجا لاؤ۔ تاکہ وہ تم پر اور فضل کرے اور ان تمام فضلوں میں سے ایک اس فضل کا بھی کہ اس نے تم پر ایک ایسی قوم کو حاکم بنایا ہے۔ جو تمہارے مذہبی اور سیاسی ہر ایک قسم کے احسانات کا خیال رکھتی ہے تم اپنے رب سے تعلق پیدا کرو تاکہ وہ تم سے تعلق پیدا کرے۔

میں اس وعدہ کے ایفا کا ذکر کرتے ہوئے اگر مسٹر اسکوئتھ کے ان الفاظ کو جو انھوں نے اپنی ۹۔ نومبر کی تقریر میں حرمین کے متعلق کہے ہیں۔ نہ بیان کروں۔ تو یہ مضمون ادھورا رہ جائیگا۔ کیونکہ یہ بھی اولم یروا انا جعلنا حرما اٰمنا۔ کہنے والے رب کی ہی طاقت تھی۔ جس نے مسٹر اسکوئتھ کے منہ سے یہ فقرات کہلوائے۔ کہ

"ہمارے بادشاہ کے ماتحت کروڑوں وفادار مسلمان رعایا آباد ہے۔ اور یہ خیال کہ مسلمانوں کے مذہب یا ان کے پاک مقامات کے خلاف کوئی جنگ کی جائے۔ ہمارے ذہن میں آ ہی نہیں سکتا۔ اگر ضرورت پڑے۔ تو ہم تمام حملہ آوروں کے مقابلہ میں ان کی حفاظت اور ان کے غیر قوموں سے محفوظ رکھنے کے لئے تیار ہیں"۔ اس سے زیادہ صاف اور بہادرانہ وعدہ کسی وزیر سلطنت نے کسی مقام کی حفاظت کے لئے نہیں دیا۔ اور جو ملک بلجیم کی حفاظت کے لئے اپنے وسیع ذرائع سمیت جنگ میں کود پڑا تھا۔ اس کے وزیر اعظم کا یہ فقرہ کہ ساری دنیا کے حملہ آوروں کے مقابلہ میں بھی ہم تن تنہا ان مقامات کو غیروں کی دست برد سے بچانے کے لئے تیار ہیں۔ ایک ایسی اہمیت رکھتا ہے جو الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ اور ہم پوچھتے ہیں۔ کہ یہ کون تھا جس نے یہ فقرات مسٹر اسکوئتھ کی زبان پر جاری کرائے۔ وہ وہی خدا تھا۔ جس نے اولم یروا انا جعلنا حرما اٰمنا کا وعدہ فرمایا تھا۔ کسی غیر مسلم حکومت کے وزیر کی زبان پر اگر کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فقرات جاری کروائے گئے ہیں۔ تو وہ وزیر مسٹر اسکوئتھ ہیں۔ اور وہ فقرات وہ ہیں۔ جو ہم اوپر نقل کر آئے ہیں۔

مسٹر اسکوئتھ خوب یاد رکھیں۔ کہ اگر کبھی ان کو اس وعدہ کے ایفا کے لئے تلوار نکالنی پڑی۔ تو خواہ دنیا کی کوئی حکومت ان کا ساتھ دے یا نہ دے۔ خدا کی مدد ان کے ساتھ ہوگی۔ اور وہ خدا جس نے الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ میں اصحاب فیل سے اپنا سلوک بیان کیا ہے وہ برٹش فوج کے آگے آگے دشمنوں کی ہلاکت کے لئے چلیگا۔ اور خدا تعالیٰ اپنے زبردست حملوں سے اپنے وعدہ کو پورا کریگا۔

قصص باطلہ

نمبر ۳

قرآن کریم کے پہلے پارہ میں ہاروت و ماروت دو ملائکہ کا ذکر ہے۔ جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ پوشیدہ طور پر کچھ لوگوں کو ایسی باتیں سناتے تھے جن سے مرد و عورت میں تفریق کرتے تھے۔ اور یہ ان کا کام بعض لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لئے تھا۔ لیکن اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت یہ ایک صداقت ہے۔ جسکا ذکر اس آیت کی تفسیر کے وقت ہو سکتا ہے۔ یہاں اسکا ذکر نہیں۔ اس لئے تفصیل نہیں کی جاسکتی۔ اس جگہ صرف یہ بتانا ہے۔ کہ اس مختصر سے ذکر پر اسقدر حاشیہ چڑھائے گئے ہیں کہ الامان۔

ہاروت اور ماروت جن کو اللہ تعالیٰ ملک کہتا ہے۔ اور جن کی نسبت فرمایا ہے کہ ان کا کام ہمارے حکم کے ماتحت تھا۔ ان کے متعلق وہ بے سروپا روایات مشہور کی گئی ہیں۔ کہ خدا کی پناہ۔ اور ان روایتوں سے اسلام کو گویا دشمنوں کے رحم پر ڈالدیا ہے۔ کہ جسطرح چاہیں۔ اسلام کو اپنے پاؤں کے نیچے کچلیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اور سب سے زیادہ افسوس اس بات پر ہے۔ کہ ان قصص کے نقل کرنیوالے معمولی آدمی نہیں بلکہ بعض مفسرین ہیں۔ جن کے ہر ایک کلام کو جاہل مسلمان کالوحی من السماء سمجھتے ہیں۔

ہاروت و ماروت کی نسبت جو قصص بیان کئے جاتے ہیں ان میں سے مشہور قصہ یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔ اور ملائکہ نے اس کی پیدائش پر اعتراض کیا۔ اور باوجود اعتراض کے اللہ تعالیٰ نے اس کی نسل کو جاری رکھا تو ملائکہ کو سخت تعجب ہوا۔ پھر جب ملائکہ روزانہ انسان کی بداعمالیوں کی فہرست لاتے ہوئے بعض ملائکہ کو دیکھتے تو اور تعجب کرتے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کام کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے کہا۔ کہ تم اپنی میں سے دو نیک سے نیک فرشتے چنو۔ اور ہم ان کی آزمائش کریں گے۔ انہوں نے ہاروت اور ماروت کو جو سب فرشتوں میں سے نیکی تقویٰ اور زہد میں بڑھ کر تھے۔ چنا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر بھی بنی آدم کی طرح خواہشات پیدا کردیں۔ اور دنیا میں اتارا۔ اور کہا۔ کہ دیکھنا۔ شرک قتل زنا اور شراب خوری نہ کرنا۔ جب وہ دنیا میں آباد ہو گئے۔ تو ایک فاحشہ عورت جسکا نام زہرہ تھا۔ ان کے پاس گئی۔ اور اس کے حسن کو دیکھ کر وہ ملائکہ لٹو ہو گئے۔ اور اسے پھسلانا شروع کیا۔ اس نے اسوقت ان کے قریب جانے سے انکار کیا۔ جبتک وہ شرک نہ کریں۔ اور شراب نہ پئیں۔ آخر مجبور ہوکر انھوں نے یہ دونوں کام کئے۔ اتنے میں ایک سائل آگیا۔ جسے دیکھکر زہرہ نے کہا۔ کہ یہ جاکر ہمارا حال لوگوں کو بتلائے گا اسے قتل کردو۔ انہوں نے اسے قتل کردیا۔ پھر اس نے کہا۔ کہ اچھا پہلے مجھے وہ اسم بتادو جس سے آسمان پر چڑھتے ہیں۔ انہوں نے اسے وہ اسم بتادیا۔ تو اس عورت نے فوراً وہ اسم پڑھا۔ اور ان کے دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف بلند ہوئی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے راستہ ہی میں اُسے مسخ کردیا۔ اور ایک ستارہ کی شکل بنادیا۔ اور مشہور ستارہ زہرہ اصل میں وہی ہے۔ جب وہ ادہر اڑ گئی۔ تو ہاروت اور ماروت دونوں سخت شرمندہ ہوئے اور توبہ کی جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دیا۔ کہ اچھا تم خود ہی عذاب اور دنیوی عذاب* اختیار کیا۔ اور انہیں آسمان و زمین کے درمیان الٹا لٹکا دیا گیا ہے۔ قیامت تک اسی طرح لٹکے رہیں گے۔

گو اس قصہ کی فخر رازی جیسے ثقہ مفسروں نے تردید کی ہے۔ لیکن لوگ ایسے قصوں کو کب چھوڑ سکتے ہیں چنانچہ مختلف کتب میں یہ قصہ برابر نقل ہوتا رہا ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ آج اس قصہ کو لیکر دیگر مذاہب کے پیرو مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن جو واقعہ نہ قرآن کریم میں ہے۔ نہ احادیث میں اسے اسلام کی طرف منسوب کرنا ایک ظلم عظیم ہے اور معترضین کا اعتراض اسلام پر نہیں۔ بلکہ قصہ بنانے والوں پر ہے۔ اور اسلام ایسے اعتراضوں سے پاک ہے۔

ترکی حکومت کا خاتمہ

وما ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون

تازہ آمدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روسی برابر ترکی علاقہ میں گھستے جاتے ہیں۔ اور ترک برابر شکست کھا رہے ہیں۔ چاروں طرف سے مسلمان ان کے متعلق نفرت کے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور ترکوں کی بداعمالی اور دین سے بے توجہی آج ان کے لئے وبال جان ہو رہی ہے۔

ترکوں نے پچھلے چند سال سے دین سے اسقدر بے پرواہی برتی ہے۔ کہ اس کے بعد ان سے سچے مسلمانوں کو ہرگز کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ کہ عربوں کی دشمنی میں بڑھتے بڑھتے خود ائمہ کو گالیاں دینی شروع کردیں۔ جیسا کہ ہم پچھلے اخبار میں ایک حوالہ دے چکے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ ان تمام کارروائیوں سے کسکا نقصان ہوا۔ نقصان تو صرف ترکوں کا ہوا۔ دین اسلام تو سچا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیگا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی عبادت کا محتاج نہیں۔ ترکوں نے اگر نقصان کیا ہے تو اپنا ہی کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا وہ کیا بگاڑ سکتے ہیں۔

انگلستان کے وزیر اعظم مسٹر اسکویتھ نے ایک تقریر کے دوران میں صاف کہدیا ہے۔ کہ اب ترکی حکومت دنیا میں قائم نہیں رکھی جاسکتی۔ جنگ کے بعد اس کے حصص کو بالکل ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائیگا۔ اور تقسیم کردی جائے گی۔ یہ ایک فتویٰ ہے۔ جو انگلستان کے ایک نہائت ذمہ دار انسان کے منہ سے نکلا ہے اور اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ وزیر اعظم ایسی بات اسوقت تک منہ سے نہیں نکال سکتے تھے۔ جب تک کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو جاتا۔ اور جب انھوں نے عام جلسہ میں ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے۔

اور چونکہ بظاہر حالات انگلستان کی فتح یقینی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے ترکی حکومت کا خاتمہ یقینی معلوم ہوتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ تعالےٰ ظالم نہیں ہے۔ اسکا فیصلہ بالکل درست ہے اور راست ہے۔ اور ہم اس کے فیصلہ پر رضامند ہیں۔ افسوس ترکوں نے اسلام کو چھوڑ کر کامیاب ہونا چاہا تھا۔ آخر یہ دن دیکھا۔ وما ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔ انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ ایک بے ریب صداقت ترکوں نے دین کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کا یا اسلام کا کیا نقصان کرنا تھا۔ خود ہلاک ہو گئے۔

نقشہ اجرت اشتہارات اخبار الفضل (سہ روزہ)

مدت اشتہار	کالم	نصف کالم	چوتھائی کالم
ایک بار	صہ	سے	عہ
ہفتہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ماہوار	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سہ ماہی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ششماہی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سالانہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
تعلیم ضمیمہ - فی ہزار - سے ۔ روپے			

(مینیجر الفضل)

* دونوں میں سے ایک چن لو۔ انہوں نے دنیوی عذاب

آخر اصلاح کا کونسا وقت ہے؟

کس کس طرح سے دیکھیں اس باغ میں فضائیں
کدھر گئے وہ ساقی وہ ابر وہ ہوائیں (سودا)

سودا کے دل میں درد بہت کم پیدا ہوتا ہے۔ وہ ایک شاعر ہے مگر قصیدہ گو اس کی غزلیں بھی دوسروں کے قصیدوں سے زیادہ زوردار ہیں۔ لیکن نہ معلوم اس کے دل کی کیا کیفیت تھی جب اس کے منہ سے مذکورہ بالا شعر نکل گیا۔

اگر اس شعر میں حقیقت کوئی نہیں۔ اور خیال ہی خیال ہے اور اکثر شعراء کے اشعار کی بناء خیال پر ہی ہوتی ہے۔ تو بیشک سودا اس تعریف کا مستحق تو نہیں ہے۔ کہ اس نے اردو شاعری میں ایک انمول موتی کا اضافہ کردیا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس شعر کے جو معنے ہم سمجھتے ہیں۔ وہ سودا نے نہیں سمجھے۔ اور گویا کہ یہ شعر اس زمانہ تک ایک جسم بے جان تھا۔ اب آ کر اس میں جان پڑی ہے۔ مگر کیسی جان جس نے بہتوں کو بے جان کردیا۔ آہ! کیسا دردناک مصرعہ ہے۔ ع

کدھر گئے وہ ساقی وہ ابر وہ ہوائیں

ہاں اے احمدی جماعت! ذرا غور تو کر۔ وہ ساقی کہاں ہے جس نے عرفان کے جام بھر بھر کر تجھے پلائے تھے۔ اور جس کی ایک دم کی صحبت ایک ایسے انسان کو جس کا دل شقاوت ازلی کا رہین نہ ہو۔ کہیں سے کہیں پہنچا دیتی تھی جہاں وہ پیارا کہاں ہے؟ جس کے زمانہ میں فضل الٰہی کے سائے ہمارے سروں سے ایک دم کیلئے بھی نہ ہٹتے تھے۔ آہ! وہ ہمارا محبوب کہاں ہے جس کی مجلس میں بیٹھے ہوئے جنت کی ہواؤں کی بھینی بھینی خوشبو سے اپنے دماغوں کو معطر کرتے تھے۔ اور جس کی ایک نظر غم و الم کو دل سے یوں دور کر دیتی تھی۔ جیسے سورج کی کرن تاریکی کو۔

کس کس طرح سے دیکھیں اس باغ میں فضائیں
کدھر گئے وہ ساقی وہ ابر وہ ہوائیں

اس وجود کی موجودگی میں تلخی میں شیرینی تھی۔ اور درد میں لذت تھی۔ مایوسی میں امید تھی۔ اور غم میں فرحت تھی۔ افسوس! وہ دن نہ رہے۔ مگر ہم باقی رہ گئے۔ وہ دریا نہ چلا گیا۔ اور ہم رہ گئے اگر قدرت کے کارخانہ میں ہمارا بھی دخل ہوتا۔ تو کیا ہم اپنی جانیں بھی اس کی زندگی کو مول نہ لیتے۔ اپنے آپ کو قربان کر کے اس کی بقا نہ خرید سکتے؟ ہم ایسا ضرور کرتے۔ کیونکہ مسیح موعود اور مہدی معہود کے وجود سے جو فائدہ دنیا کو پہنچ سکتا تھا۔ وہ ہمارے وجودوں سے کہاں پہنچ سکتا ہے۔ مگر قضاء الٰہی کو روکنے والی کوئی طاقت نہیں۔ اور جب ایک پیارے نے دوسرے پیارے کو اپنی طرف بلانا چاہا۔ تو ہم کون تھے۔ کہ ہماری بات سنی جاتی۔ محب و محبوب کے راز و نیاز میں دخل در معقولات دینے والا تو سوائے جھڑکیوں کے اور کچھ حاصل نہیں کرتا۔ خدا نے چاہا کہ مسیح موعود کو اس دنیا سے بلالے۔ اور اس نے بلا لیا! اس میں کسی انسان کا کیا دخل تھا۔ مگر

افسوس تو یہ ہے۔ کہ اسوقت کی قدر نہ کی۔ اور جب خزانہ کے دروازے کھلے تھے۔ تو ادھر ادھر بھٹکا کئے جب بند ہو گئے تو اب دہلیز پر سر ٹیک رہے ہیں۔ مگر ع

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

جب وہ وقت ہی نہ رہا۔ تو اب جد و جہد سے کیا فائدہ۔

اے افسوس! کہ وہ مسیح موعود جس کی آرزو میں ہزاروں پچھلے بزرگ آنسو بہاتے چلے گئے۔ اور یہ خواہش کرتے مر گئے کہ کاش! اس کی زیارت ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔ کاش! اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیکر ہم بھی بالواسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس جسم کو چھو لیں۔ ہم میں آیا۔ اور ستر سال سے زیادہ رہا۔ پہلی زندگی کو جانے دو۔ تو ماموریت کی زندگی میں بھی تیئس سال سے زائد عرصہ وہ ہم میں رہا۔ لیکن ہم نے اس سے وہ فائدہ نہ اٹھایا۔ جو ہم اٹھا سکتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے تو سالہا سال کی صحبت کا موقعہ دیا تھا۔ لیکن ہم نے اپنی غفلت سے اس سے گھڑیوں کے برابر بھی فائدہ نہ اٹھایا۔ اللہ تعالےٰ نے تو بہار کو بہت لمبا کیا تھا۔ لیکن ہم نے سیر گل سیر ہو کر نہ دیکھی اور اپنے عمل سے نہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس شعر کے مصداق بن گئے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم۔ کہ بہار آخر شد

اب لاکھ روؤ اور ہزار سر مارو۔ مسیح موعود کا زمانہ واپس نہیں آ سکتا۔ وہ آنے والا آ کر چلا گیا۔ اور قیامت تک اس مبارک وجود کا ثانی نہیں پیدا ہو سکتا۔ افسوس! دنیا نے اس کی قدر نہ کی۔ اس کی زندگی میں بہتوں نے اس سے بیزاری کا خیال ظاہر کیا۔ اور جنہوں نے اس سے تعلق جوڑا بھی۔ ان میں سے بھی ایک کثیر جماعت اس خیال میں رہی۔ کہ ابھی کیا ہے اور کچھ دن کے بعد اسی کے پاس جا بیٹھیں گے۔ مگر اسی خیال میں دن گذر گئے۔ اب وہ بیشک آئیں۔ مگر مسیح موعود کو نہیں۔ اس کی قبر کو دیکھیں گے۔

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم ترے ایسے پیار پر

ہم اس کے اشعار میں یہ شعر پڑھتے تھے۔ اور بلا خیال کئے گذر جاتے تھے۔ مگر آج یہی شعر پہروں رلاتا ہے گھنٹوں دکھتے ہوئے کو لوٹ کی تڑپاتا ہے۔

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

اے خدا کے مسیح تیری بات پوری ہو گئی۔ تو سچا۔ تیری باتیں سچی۔ تیرا ہر ایک قول پورا ہو رہا ہے۔ اور سب سے زیادہ تیرا یہ شعر جن کے دل مر گئے ہیں۔ جن کے دل میں اسلام کی محبت کا پیار نہیں۔ وہ بیشک غفلت کی نیند سوئے ہوں۔ مگر جن کے دل میں اسلام کا درد ہے۔ وہ تجھے یاد کرتے ہیں۔ اور اپنی بدقسمتی پر آٹھ آٹھ آنسو روتے ہیں۔ کہ کیوں نہ تیری صحبت میں اور کچھ دیر بیٹھ لئے۔ تیرا چہرہ کیوں نہ سیر ہو کر دیکھ لیا۔

دنیا اب بھی موجود ہے۔ تیری کتابیں بھی ہیں۔ نہیں وہ خدا کا کلام جو دنیا کا آخری ہدایت نامہ ہے۔ وہ بھی موجود ہے۔ لیکن دنیا ایک نمونہ کی طالب ہے۔ اور خدا کا کلام کسی خدائی آدمی کی ہی تفسیر کا محتاج ہے۔ خدا کے کلام کو خدا کے سوا کون سمجھا سکتا ہے پس گو سب کچھ موجود ہے۔ مگر پھر بھی وہ لطف نہیں۔ وہ بات نہیں کیونکہ تیرا زمانہ یاد کرتے دل بھر آتا ہے۔ اور آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں۔ اور منہ سے بے اختیار نکل جاتا ہے۔

کدھر گئے وہ ساقی وہ ابر وہ ہوائیں

اے مسیح موعود کے دیکھنے والو۔ خدارا سچ بتانا۔ کیا میں جھوٹ کہہ رہا ہوں۔ کیا میری بات خلاف واقعہ ہے۔ کیا اس کی باتیں دلوں کو پاک کرنیوالی نہ تھیں۔ کیا اس کا چہرہ دیکھتے ہی دل سے گناہ کے خیالات اسی طرح پراگندہ نہ ہونے شروع ہو جاتے تھے۔ جیسے سورج کی تپش سے پانی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اسی طرح ہوتا تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا۔ جب کہ اس کا منہ سورج سے زیادہ روشن تھا۔ تو کیوں اس کی دید سے گناہ کے خیالات غبار ہو کر نہ اڑنے لگتے۔

ہاں اے اس کی مجلس میں بیٹھنے والو! اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر جانکر گواہی دینا۔ کہ کیا اس کی صحبت مردہ دل کو زندہ کر دینے والی نہ تھی؟ کیا اس کی نظر انسان کو عشق الٰہی کی لڑی

ہیں پر و دینے والی نہ تھی؟ اور کیا میں یہ غلط کہتا ہوں۔ کہ اس کے قرب میں یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کہ اللہ تعالےٰ کے قرب میں آگئے۔ کیا اس کی تسلی سے دل میں ٹھنڈک نہ پڑجاتی تھی؟ اور کیا اسکا ایک ایک لفظ جام عرفاں نہ تھا؟

وہ ایک روح تھی جس سے دنیا زندہ ہوگئی۔ وہ ایک نور تھا جس سے آنکھیں روشن ہوگئیں۔ وہ ایک بہار تھی جس سے سوکھے درخت ہرے ہوگئے۔ وہ ایک خوشگوار ہوا تھی جس سے مرجھائے ہوئے پودے تر و تازہ ہو گئے۔

وہ ایک خزانہ تھا جس کے دروازہ ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ اور ہر ایک شخص کو اجازت تھی۔ کہ جسقدر چاہے۔ اس سے اٹھالے۔ لیکن افسوس۔ کہ بہت کم لوگوں نے اس دعوت عام کو قبول کیا۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ نوشتوں میں لکھا تھا۔ کہ مسیح خزانہ لٹائے گا۔ اور لینے والا کوئی نہ ہوگا؛

مرثیہ لکھنے مسلم کی شان نہیں۔ اور اسوۂ حسنہ سے فائدہ اٹھانا داناؤں کا کام ہے۔ لیکن پھر بھی میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں اس قدر رنگین تھا۔ کہ اس کی وفات کے بعد ہر ایک اہل بصیرت کی زبان پر یہ جاری ہوگیا۔ اور اب تک جاری ہے۔ کہ

کنت السواد لناظری فعمی علی الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

دنیا موت سے گھبراتی ہے۔ مگر مسیح موعود کا چہرہ دیکھنے والا انسان موت کی آمد سے خوش ہوتا ہے۔ ہر ایک نیا دن جو چڑھتا ہے۔ اس کے لئے بشارت کا پیغام لاتا ہے۔ کہ اب تم مسیح موعود کے اور قریب ہوگئے۔ اور ہر ایک سورج جو ڈوبتا ہے۔ اس کے لئے اسبات کی علامت ہوتا ہے۔ کہ لو ایک اور منزل کٹ گئی۔

یہ سب کچھ ہے۔ مگر میں پوچھتا ہوں۔ اور پھر پوچھتا ہوں۔ کہ وہ کتنے ہیں۔ جنھوں نے اس کی تعلیم پر عمل کرکے اپنے آپ کو اس کا حقیقی پیرو ثابت کیا۔ کیا اس میں کوئی شک ہے۔ کہ وہ بہت کم ہیں۔

جوں جوں زمانہ گذر رہا ہے اور گذرتا چلا جائیگا۔ مسیح موعود کے زمانے سے بھی بعد ہوتا چلا جائیگا۔ اور وہ نشانات جو اس نے لگائے تھے۔ پھیکے پڑتے جائیں گے۔ اور آخر زمانہ کا تغیر انہیں بالکل مدہم کردیگا۔ پس وہ اور کونسا زمانہ ہے جس کے انتظار میں لوگ بیٹھے ہیں۔ یہی زمانہ ہے جسمیں کچھ کیا جا سکتا ہے۔ مسیح موعود کے نشانات موجود ہیں۔ اس کی تعلیم موجود ہے۔ اس کی باتیں موجود ہیں۔ اس کے پاس بیٹھنے والے موجود ہیں۔ اس کے وجود سے جن برکات کا ظہور ہوا تھا۔ ان کے نشانات موجود ہیں۔ مردہ خدا کی بجائے زندہ خدا ہمارے سامنے ہے۔ اور قرآن کریم ایک زندہ کتاب کی طرح ہمارے ساتھ بول رہا ہے۔ اس کے بعد کونسا موقعہ ہوگا۔ جب نفوس کی اصلاح کی جائیگی۔ اے میرے پیارو! خدارا اب اسوقت کو بھی مت گنواؤ۔ ایک سخت غلطی کرچکے ہو۔ جس کی یاد موت تک خون رلاتی رہیگی لیکن اب دوسری غلطی کرکے اپنی زندگی کو برباد ہی نہ کر لینا۔ مسیح موعود کا زمانہ پھر نہ آئیگا۔ ان ایام سے جسقدر بعد ہوتا چلا جائیگا۔ تاریکی میں زیادتی ہوگی۔ جو شخص آج بھی اپنے دل کی شمع روشن نہیں کرتا۔ اس کے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ نہایت عمیق اور تاریک غاروں میں سے اس کا گذر ہوگا۔ اور اسوقت سوائے افسوس کرنے کے اور دلت پیٹنے کے اور کچھ نہ ہوسکیگا؛

جو کچھ کھو چکے ہو۔ وہ واپس نہیں آسکتا۔ اب بھی جو کچھ باقی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ جو وجود ایسے رہ گئے ہیں کہ مسیح کے فیضان کی نہریں ان کے دل میں جاری ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس کی تعلیم پر چلکر اپنی اصلاح کرو۔ اور اپنے تاریک دلوں کو روشن کرو۔ تا خدا کے محبوب ہوجاؤ۔ کیونکہ محبت کامل وہی ہوتی ہے۔ جو محبوب کو محب بنادیتی ہے۔ اور جب تک محبت کا یہ اثر ظاہر نہ ہو۔ اسوقت تک یہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ کہ محبت اپنے کمال کو پہنچ گئی ہے۔ کسی کہنے والے نے سچ کہا ہے۔ کہ

الفت کا تب مزا ہے کہ دونوں ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

وہ محبت محبت کہلانے کے لائق نہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی محبت کو جذب نہیں کرسکتی۔ اور جو انسان یکطرفہ محبت پر قانع ہے۔ وہ دھوکا خوردہ ہے۔ اور کنکروں کو ہیرے خیال کئے بیٹھا ہے۔ جسطرح کنکر ہیرا نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح یکطرفہ محبت محبت نہیں کہلا سکتی۔ یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ انسان کے دل میں سچی محبت پیدا ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت کو جذب نہ کرسکے۔ وہ محسن تو وہ ہے۔ کہ جب کوئی اس کی طرف ایک قدم چلکر جائے۔ تو وہ دو قدم آگے آتا ہے۔ اور جب کوئی تیز قدم چلکر جائے۔ تو وہ دوڑ کر آتا ہے۔ پس نادان نہ بنو۔ اور ایک جھوٹی محبت کو محبت خیال کرکے اس پر قانع نہ ہو۔ ملمع آخر ملمع ہی ہے۔ سونے کا مقابلہ کب کرسکتا ہے۔ مسیح موعود کے زمانہ کے قرب کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے افضال ابھی بارش کی طرح دنیا پر برس رہے ہیں۔ اور مبارک ہے وہ جو ان سے حصہ لے۔ گو وہ لطف صحبت نہیں رہا۔ مگر کم سے کم اس کی بعض یادگاریں اور اس کی یاد تو ابھی باقی ہے۔ اسوقت کو غنیمت خیال کرو۔ اور غفلت کو چھوڑ دو۔ اور دلوں کے زنگ دور کردو۔ کہ ایک ایسا زمانہ آتا ہے۔ جب وہ اسباب ترقی بھی نہ رہیں گے جو اب ہیں۔ بیشک دنیاوی ترقیاں بہت ہونگی۔ مال بھی ہوں گے عزت بھی ہوگی۔ مگر آج کی گداگری آئندہ زمانہ کی بادشاہت سے بہتر ہے۔ کیونکہ آسمان کی حکومت کے دروازے جسطرح آج کھلے ہیں۔ پھر ایسے کھلیں گے۔ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں۔ اور یہ گھڑیاں دنیا کی آخری گھڑیاں ہیں۔ مبارک وہ جو اسوقت سے فائدہ اٹھائے۔ تا اسکا آخری دن اور آخری گھڑی حسرت و اندوہ کا دن اور رنج و الم کی گھڑی نہ ہو؛

دعوت الی الخیر

مدرسہ احمدیہ کی ترقی چونکہ ہمارے واعظین کے سلسلہ کو نہائت مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور گویا ایک چشمہ ہے جس سے واعظین کی جماعت سیراب ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ اس کی ترقی کے لئے دو آدمی مصر اور شام میں کام سیکھ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک کے اخراجات تو صدر انجمن دیتی ہے۔ اور دوسرے کے اخراجات انجمن ترقی اسلام سے دئے جاتے ہیں۔ ان کے ابتدائی خرچ اور کرایہ وغیرہ کے لئے ایک خاص چندہ کر لیا گیا تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح اول کے زمانہ میں ہوا تھا۔ جس کے بقیہ وعدے اب ترقی اسلام کو منتقل کر دیئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ احباب اپنے ذمہ کا چندہ جلد ادا کرنے کی فکر فرماویں گے۔ یہ دونوں دوست بھی تبلیغ میں بہت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ سید ولی اللہ شاہ صاحب کی کوشش سے دو آدمی شام کے سلسلہ بیعت میں منسلک ہو چکے ہیں۔ اور لوگوں کو بھی دلچسپی ہو رہی ہے شیخ عبد الرحمٰن صاحب بھی اپنے وقت کا ایک حصہ تبلیغ میں خرچ کرتے ہیں ؛

ولائیت میں تبلیغ اسلام

ترقی اسلام کے کام کا ایک بڑا شعبہ تبلیغ اسلام در ممالک یورپ ہے۔ مگر اس کام کے لئے بہت سے اخراجات کی ضرورت ہے فی الحال نہائت کفائیت سے کام کیا جا رہا ہے۔ مگر پھر بھی ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کے قریب خرچ ہے۔ اس شعبہ میں علاوہ ریویو آف ریلیجنز کی مفت اشاعت کے چوہدری فتح محمدؐ صاحب ایم۔ اے۔ انگلستان میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ انکے راستہ سے رکاوٹیں دور کر رہا ہے۔ اور لوگ ان کے قریب آ رہے ہیں۔ لیکن یہ کام ایک آدمی کا نہیں ہے۔ اور اس کے لئے ابھی دو تین آدمیوں کی اور ضرورت ہے اور ضرورت ہے۔ کہ جو ہمارے مبلغ جائیں۔ ان کے اہل بیت بھی ساتھ ہی جائیں تاکہ پوری بیفکری سے وہاں تبلیغ کر سکیں۔ اور بار بار ان کو واپس نہ بلوانا پڑے۔ مگر فی الحال ایک اور مبلغ بھی بھیجا جائے۔ تو دو مبلغین اور ان کے اہل خانہ کا خرچ اور دیگر تبلیغی خرچ مثلاً سفروں کا کرایہ۔ ٹریکٹوں کی اشاعت تقریباً آٹھ سو روپیہ ماہوار تک پہنچتا ہے۔ اور یہ خرچ کم سے کم ہے۔ جو سال میں دس ہزار روپیہ کے برابر ہوتا ہے۔ دس ہزار روپیہ ہندوستان کی تبلیغ کا خرچ رکھ لیا جاوے۔ تو بیس ہزار سالانہ ہوا۔ اس میں متفرق چار ہزار روپیہ ڈال لیا جاوے۔ جو دیگر بلاد میں تبلیغ اسلام پر خرچ ہو۔ تو چوبیس ہزار روپیہ سالانہ یا دو ہزار روپیہ ماہوار کا خرچ ہوا۔ جو گو ہماری جماعت کی تعداد کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے لیکن اسکا پورا کرنا نہائت ضروری ہے۔ خواہ تکلیف اٹھا کر ہی کیوں نہ پورا ہو۔ کیونکہ وقت کم ہے۔ اور کام بہت ہے۔ اسلام ہلاکت کے سرے پر پہنچ چکا ہے۔ اور اب زیادہ غفلت نہائت سخت مصیبت کا باعث ہوگی۔ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ اس پر ایک مفصل تحریر شائع کریں۔ اور ممبران انجمن ترقی اسلام کو توجہ دلائیں۔ کہ جلد اس جہاد کے لئے تیاری کرے ؛

اس مختصر نوٹ کے بعد ہم ذیل میں وہ تازہ خط درج کرتے ہیں جو چوہدری صاحب کی طرف سے آیا ہے ؛

امامنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہوں۔ آنکھوں کو بھی آرام ہے۔ کل ۷م اکتوبر کو فلیم لائبریری میں لیکچر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگوں کے متعلق مضمون تھا۔ چونکہ یہ لوگ آجکل خود ایک خطرناک جنگ میں مشغول ہیں اس لئے لیکچر بہت موثر ثابت ہوا۔ لارڈ ہیڈلے صاحب اور کیپٹن حسن روشر بھی موجود تھے۔ ان دونوں صاحبان نے میرے بعد چند منٹ تک باری باری سے تقریر کی۔ مسٹر کارٹ رائٹ بھی موجود تھا۔ اچھا اثر لے کر گیا ؛

چوہدری ظفر اللہ خانصاحب ۱۰۔ اکتوبر کو یہاں سے ہندوستان روانہ ہو جاویں گے۔ ہندوستانی فوج فرانس میں پہنچ گئی ہے اس پر فرانس اور انگریز لوگ بہت خوشیاں منا رہے ہیں۔ غالباً اس فوج کے جنگ میں شامل ہونے سے فرانسیسی اور انگریزی فوجیں جرمنوں کو فرانس سے نکال سکیں۔ ابھی تک تو وہ خوب جمے ہوئے ہیں۔ تاہم تابکے۔ آخر ان لوگوں کو شکست ہوگی لیکن اس جنگ میں یورپ کو سخت نقصان ہوگا۔ انگریزوں پر ہندوستان کی وفاداری کا بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ یہ لوگ حیران ہیں۔ کہ آخر مسلمان بھی وفادار نکلے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے متعلق ان لوگوں کو اس سے پہلے بہت غلط فہمی تھی۔ مسلمانوں کی وفاداری پر حیرت کا اظہار کرنے پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں کو ہندوستان کے معاملات سے بہت ہی کم علم ہے۔ ہندوستانیوں کے ساتھ سلوک میں نمایاں فرق ہے اللہ تعالےٰ کی حکمت ہے۔ کہ جنگ جو ایک خطرناک چیز ہے۔ اس سے بعض اچھے نتائج پیدا ہو جاتے ہیں ؛

اس ہفتہ کی ڈاک کے بعض خطوط روانہ کرتا ہوں۔ اس سے کام کی حالت معلوم ہو جائے گی۔ حضور سے دعا کے لئے عرض کرتا ہوں۔ صحت اور کامیابی کے لئے۔

راقم فتح محمدؐ

اس خط کے ساتھ چوہدری صاحب نے تین خطوط روانہ کئے ہیں۔ جنہیں بعض انگریزوں نے ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اور وقت مقرر کئے ہیں۔ کہ فلاں وقت فلاں جگہ پر ہم سے ملیں تا اسلام کے متعلق کچھ گفتگو کر سکیں ؛

فہرست نومبائعین

۱- شریف احمد صاحب خلف محمد مبارک علی صاحب - چاندا۔
۲- چوہدری شادی صاحب موضع چھینی۔
۳- مولا داد خانصاحب وٹرنری اسسٹنٹ دہرم کوٹ بگہ۔
۴- اہلیہ صاحبہ نبی بخش صاحب احمدیہ بلڈنگز - لاہور۔
۵- اللہ دتہ صاحب لنڈی کوتل
۶- امام الدین صاحب چک نمبر ا ے نہر جہلم سرگودہ۔
۷- سراج الدین صاحب چک نمبر ا ے - نہر جہلم سرگودہ
۸- ہمشیرہ صاحبہ میاں فیروز دین صاحب لاہور۔
۹- سائیں خوشدل صاحب معرفت غلام احمد صاحب پاک پٹن ؛
۱۰- شیخ کرامت صاحب کل پہاڑ - ضلع ہمیرپور۔
۱۱- محمد اشرف صاحب میڈیکل سٹوڈنٹ لاہور۔
۱۲- مولا داد صاحب کہارا - تحصیل ظفروال۔
۱۳- سراج الدین صاحب - فرسٹ ایر کلاس پشاور ؛
۱۴- عبد اللہ صاحب - امرتسر
۱۵- اہلیہ صاحبہ عبد الکریم صاحب گول ایجنٹ دھان یاد۔
۱۶- منشی غلام رسول صاحب کوٹالہ امرتسر
۱۷- اہلیہ صاحبہ منشی غلام رسول صاحب کوٹالہ امرتسر ؛

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے نوٹ

پارہ تیسواں - سورۃ الشمس
بقیہ رکوع اول

دنیا میں جب تک خدائے تعالیٰ کا کلام نہیں آتا - اس وقت تک انسانی نفس ہرگز پاک نہیں ہو سکتے بڑے بڑے فلاسفر - دانا - علم ہیئت جاننے والے - اور عالم لوگ دنیا میں ہوتے ہیں - لیکن انکی تعلیم کا نتیجہ یہ کبھی نہیں ہوا - کہ اس سے لوگوں کی روحانی اصلاح ہوئی ہو - یا پاک نفس لوگ پیدا ہو گئے ہوں - ابن سینا کی نسبت مشہور ہے - کہ اس کے ایک شاگرد نے اس کو کہا - کہ اگر آپ نبوت کا دعویٰ کرتے تو بہت مناسب تھا - محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اَن پڑھ آدمی تھے ان کے لیئے نبوت کا دعویٰ کرنا مناسب نہ تھا - خیر وہ یہ بات سُن کر اسوقت تو چپ ہو گیا - لیکن کچھ مدت کے بعد اس نے اسی شاگرد کو کہا - کہ اس ٹھنڈے پانی کے تالاب میں کود دو - تو اس نے کہا - کہ کیا آپکی عقل ٹھکانے نہیں رہی کہ مجھے ٹھنڈے پانی میں سردی کے موسم میں کودنے کے لیئے کہتے ہو - تو ابن سینا نے اس کو کہا - کہ احمق تجھے معلوم نہیں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صحابہؓ کو جدھر اشارہ کیا وہ اُدھر ہی چل پڑے - اور کبھی کسی نے نہ کہا - کہ لڑائی پر جانا موت ہے - اس لیئے ہم نہیں جاتے - لیکن تُو نے تو مجھے ابھی کہدیا ہے - کہ تُو پاگل ہو گیا ہے - پس میرا تو ایک شاگرد پر بھی اتنا اثر نہیں - کہ جو کچھ مَیں اُسے کہوں وہ مان لے - لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہزاروں انسانوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا - مجھ میں اور اُن میں تو فرق نہیں کر سکتا پس یہی فرق ہے - خدائے تعالیٰ سے کلام پانے والوں اور نہ پانے والوں میں -

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا۪ۙ

اور ایک نفس کی قسم اور اس کی جس نے اس کو درست بنایا - یعنی جس نے اس میں تمام کمالات اور خوبیاں رکھیں -

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا۪ۙ

پھر بدکاری اور پرہیزگاری اس کے اندر الہام کی - یعنی نیکی اور بدی کے سمجھنے کی طاقت اس کے اندر پیدا کی - قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا یہ اس کی تشریح فرمائی ہے - خدائے تعالیٰ فرماتا ہے - کہ جس طرح زمین پر جب آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے - تو روئیدگی ہوتی ہے - اور بعض ایسی چیزیں بھی اُگ پڑتی ہیں - جو مفید نہیں ہوتیں - اسی طرح جب آسمان سے خدائے تعالےٰ کے کلام کی بارش ہوتی ہے - تو بعض انسانوں کے گند ظاہر ہوتے ہیں - لیکن بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے کمالات ظاہر ہوتے ہیں - اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے ان کی نشو ونما ہوتی ہے -

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا۪ۙ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا۪ؕ

پس وہ شخص جس نے پاک کیا اپنے نفس کو وہ کامیاب ہُوا اور نامراد ہُوا وہ شخص جس نے گاڑ دیا اس کو زمین میں -

انسان کے اعمال ایک پلڑے میں ڈالے جاتے ہیں - اور وہ خود اُس کی بہیمی صفات دوسرے پلڑے میں - تو جس قدر نیک اعمال بڑھتے جاتے ہیں - اسی قدر اعمال کا پلڑا بھاری ہو کر نیچے جھکتا جاتا ہے - اور دوسرا پلڑا اونچا ہوتا جاتا ہے - اور اس کا درجہ بڑھتا ہے - لیکن اگر بدیاں زیادہ ہوں - تو اس کا وہ پلڑا جس میں وہ خود ہوتا ہے نیچے جھکتا جاتا ہے -

یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ جس شخص نے بلندی حاصل کی - وہ کامیاب ہو گیا - اور جو زمین کی طرف گیا - وہ نامراد ہو گیا -

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا۪ۤۙ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا۪ۙ

یلی قوموں نے بھی اسی طرح کی باتیں کیں - قوم ثمود میں ایک نبی آیا - لیکن انہوں نے سرکشی کی وجہ سے انکار کر دیا - جب انہیں ایک بڑا بدبخت کھڑا ہُوا -

فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا۪ؕ

پس کہا ان کو خدا کے رسول نے کہ دیکھو یہ خدا کی اونٹنی ہے - اس کو چھوڑ دو - اور اس کے پانی پلانے کے دن سے بچنا چاہیئے -

دوسری جگہ قرآن شریف میں اس واقعہ کا مفصل ذکر ہے - حضرت صالحؑ کو خدائے تعالےٰ سے اونٹنی کا نشان ملا تھا - اصل میں اونٹنی کوئی ایسی چیز نہ تھی - کہ اس کے روکنے کی وجہ سے ان کو تباہ کیا جاتا - لیکن چونکہ وہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے نشان تھا - اس لیئے اسکو دکھ دینا ان کے لیئے سزا کا موجب ہُوا - دنیا میں قاعدہ ہے - کہ کسی کی سواری کو روکنا اس کے مالک کو روکنا ہوتا ہے - مثلاً اگر کوئی آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا ہو - اور کوئی اس کا گھوڑا روک لے - تو وہ اس کو کہیگا - کہ گھوڑا چھوڑ دو - جس سے اس کا یہ مطلب ہوگا - کہ مجھے جانے دو - نہ یہ کہ گھوڑے کو اکیلا جانے دو - تو چونکہ اونٹنی کا روکنا گویا حضرت صالحؑ کو تبلیغ سے روکنا تھا - اس لیئے ان کو سزا ملی -

حضرت صالحؑ اونٹنی پر سوار ہو کر تبلیغ کے لیئے جایا کرتے تھے - وہ اونٹنی کو روکتے تھے - تاکہ نہ جائیں - تو انہوں نے کہا - کہ یہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے نشان ہے - اسے نہ روکو اور جانے دو -

فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا۪

پس انہوں نے جھٹلایا اس کو - اور اونٹنی کے کونچے کاٹ دیئے - عقر کے اصل معنے ہیں - تلوار مار کر یکدفعہ چاروں پاؤں اڑا دینے -

فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝

پھر اس کا نتیجہ کیا ہوا - یہ کہ ان کے رب نے ان کو ہلاک دیا - بسبب ان کے گناہوں کے اور برابر کردیا ان کو - یعنی بالکل ہلاک کر دیا اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا -

دمدم - ایسا ہلاک کیا کہ کچھ باقی نہ رہا -

فسوّٰھا - میں ھا کی ضمیر ارض کی طرف جاتی ہے - یعنی فسوّی علیھم الارض یا دمدمۃ کی طرف یعنی ہلاکت کو انپر عام کر دیا -

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝

اور نہیں ڈرتا اس عذاب کی عاقبۃ یا نتیجہ سے - یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب جب آتا ہے تو نہایت سخت ہوتا ہے - کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے نتائج کا خیال نہیں کرتا - پھر جو تباہی بھی ایسی قوم پر پڑ جائے پڑ جائے پروا نہیں کی جاتی -

سُورۃ الیل

مورخہ ۲۳ - جون ۱۹۱۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دنیا میں ہزاروں قسم کے انسان ہیں - اور ہر ایک شخص دوسرے آدمی سے اختلاف رکھتا ہے - اور کسی چیز میں بھی دو انسان ایک دوسرے سے متفق نہیں ہیں - اگر ہم مذہب کو ہی لیں - تو اس میں بھی ذرا ذرا سی بات پر اختلاف نظر آتے ہیں - اور کسی ایک بات میں بھی اتفاق نظر نہیں آتا - اگر دنیا کے تمام انسانوں سے پوچھ کر مذاہب کی فہرست بنائی جائے - تو اتنے ہی مذہب نہیں - جس قدر کہ آدمی ہیں - ہر ایک انسان کسی نہ کسی بات میں ضرور فرق رکھتا ہے - کبھی کوئی دو انسان ایسے نہیں ہونگے جو مذہب کی کسی بات میں فرق نہ رکھتے ہوں - یہ تو دین کا معاملہ ہے - جس میں بعض لوگ تو ڈر کی وجہ سے زیادہ اختلاف نہیں کرتے - لیکن دنیا کی باتوں میں تو حد درجہ کا اختلاف ہے - فلسفہ جس پر آجکل بڑا زور دیا جا رہا ہے - اس قدر اختلافات سے پُر ہے - کہ جس کی حد ہی نہیں - ہر قوم کا - ہر ملک کا - ہر مذہب کا فلسفہ الگ ہے - اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے - کیونکہ فلسفہ کی بنا عقل پر ہے نہ کہ نقل پر - اس لیئے جو کچھ کسی کے ذہن میں آتا ہے - وہی فلسفہ بن جاتا ہے - پھر لوگوں کے کھانے میں پینے میں - چلنے میں - پھرنے میں - معاشرت میں - اخلاق میں - عادات میں - زبان میں - اور شکلوں میں بہت بڑا اختلاف ہے - کروڑوں کروڑ انسان دنیا میں ہیں - لیکن کسی ایک کی دوسرے سے شکل نہیں ملتی - ہر ایک کی زبان دوسرے سے الگ - اور طرز ادا الگ ہے - پھر لوگوں کے رات دن کے اعمال دیکھیں - تو ان میں بہت بڑا اختلاف نظر آتا ہے - رات کو کوئی سوتا ہے - کوئی عبادت کرتا ہے - کوئی کھیل میں مشغول ہوتا ہے - کوئی بدکاری کرتا ہے - کوئی چوری کرتا ہے - کوئی قتل کرتا ہے - کوئی محنت اور مزدوری کرتا ہے - غرضیکہ ہر ایک مختلف اعمال کرتا ہے - پھر انسان کی اپنی حالت ہی ایک حالت پر نہیں رہتی - بلکہ ہر ایک منٹ اور سیکنڈ میں اس میں تغیر ہوتا رہتا ہے - آج ایک آدمی بڑا شریر ہوتا ہے - لیکن دوسرا سورج اس پر ایسا چڑھتا ہے - کہ وہ خدائے تعالیٰ کے ولیوں میں سے ہوتا ہے - اسی طرح ایک وقت ایک آدمی خدائے تعالیٰ کا پیارا ہوتا ہے - لیکن دوسرے وقت میں وہ مردود بن جاتا ہے - پھر انسان کے تغیرات کے ماتحت اللہ تعالیٰ اس سے سلوک کرتا ہے - اور تغیر کے بعد خدائے تعالیٰ کے سلوک میں بھی تغیر آجاتا ہے - وہی انسان جو ایک وقت میں ذلیل اور حقیر سمجھا جاتا ہے اور کوئی اس کا پُرسان حال نہیں ہوتا - جب خدائے تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لیتا ہے - تو اس کے لیئے ذرا سی بات پر بھی خدائے تعالیٰ کو غیرت آجاتی ہے - اور اس کی نسبت بُرا خیال لانے والے کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے - مجھے ہمیشہ یہ واقعہ یاد آکر بڑا مزا دیتا ہے - کہ ایک بزرگ بازار سے گذر رہے تھے - ان کے پاؤں سے کیچڑ کے چھینٹے اُڑ کر ایک فاحشہ عورت کے کپڑوں پر جا پڑے - تو اس کے یار نے جو کہ اس کے ساتھ جا رہا تھا - ان کو پکڑ لیا - اور مارنا شروع کیا - کہ بیوی صاحبہ جا رہی تھیں - تُو نے ان کے کپڑے کیوں خراب کیئے ہیں - وہ شریر مارتا جاتا تھا - لیکن وہ بزرگ ہنستے جاتے تھے - اس نے متعجب ہو کر پوچھا - کہ کیا بات ہے - تم مار کھا کر ہنستے ہو - انہوں نے اسکو جواب دیا کہ تیرا اس عورت سے ایسا گندہ تعلق ہے - کہ تجھے اس کا اظہار کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے - لیکن باوجود ایسے گندے تعلق کے اس عورت کے کپڑے خراب ہونے پر تجھے اس قدر غیرت آئی ہے - کہ تُو نے مجھے مارنا شروع کر دیا - تو میرا رب جو قدوس اور غیور ہے - کیا اسکو میرے لیئے غیرت نہ آئیگی - وہ تو تم سے بہت ہی زیادہ غیور ہے - تم جب مجھ سے یہ سلوک کرتے ہو - تو میرا رب تم سے کیا سلوک کریگا - واقعہ میں بہت سے انسان خدائے تعالیٰ کے حضور ایسے مقرب ہوتے ہیں - کہ انکی شان میں بُرا لفظ نکالنے والے تباہ ہو جاتے ہیں - اور ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جنکو ہر وقت ذلت اور خواری سے سامنا ہوتا ہے - لیکن خدائے تعالیٰ کی غیرت ہرگز جوش میں نہیں آتی کیونکہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے ناپسندیدہ ہو چکے ہیں - تو دیکھو کس طرح ہر ایک بات میں اختلاف ہے -

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۝ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ ہم رات کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں - جبکہ وہ ڈھانپ لے - اور دن کو جبکہ وہ روشن ہو - اور اسکو جس نے بنایا مرد اور عورت کو - کہ تمہاری کوششیں مختلف ہیں - اس آیت سے مرد اور عورت کے حقوق کا جھگڑا حل ہو جاتا ہے - بڑے احمق ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں - کہ مرد اور عورت ایک رنگ میں رنگین ہونے چاہئیں - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ تم مختلف کام کرتے ہو - تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے - کہ ایک ایسے ہو جاؤ - مرد کے کام اور ہیں اور عورت کے اور - اسلیئے ان سے سلوک بھی الگ الگ ہوتا ہے - کیونکہ ہر ایک سے اس کے کام کے مطابق سلوک ہوتا ہے - ایک سپاہی کا کام جنگ پر جانا ہے - اور ایک کلرک کا کام دفتر میں کام کرنا - اگر سپاہی کہے کہ مجھ سے وہی سلوک کیا جائے جو کلرک سے کیا جاتا ہے - تو وہ جاہل اور نادان ہے - پھر اگر کلرک سپاہی کے انعام ملنے کے وقت کہے کہ مجھ سے بھی اس ایسا ہی سلوک کیا جائے - تو وہ بھی بیوقوف ہے - اسی طرح ہر ایک پیشہ والے کے ساتھ ایک جیسا برتاؤ نہیں کیا جا سکتا - اگر ایک جیسا برتاؤ کیا جائے - تو دنیا کا کوئی کام بھی چل سکے - تجارت کرنیوالے سے وہ سلوک نہیں ہوتا جو ... کرتے - اور بچوں کو کھلاتی رہتے ہیں - جن ملکوں میں عورتیں مردوں کا کام کرتی ہیں وہاں مردوں کو عورتیں بنا پڑتا ہے لیکن نہ عورتیں مردوں کا کام اچھی طرح کر سکتی ہیں - اور نہ مرد عورتوں کے فرائض کو احسن طور پر ادا کر سکتے ہیں - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرد اپنی پیدائش کو دیکھو اور عورت اپنی پیدائش کو کہ انکے لیئے ہم نے تقسیم عمل کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے -

جس طرح فوجی اور سویلین ملازموں کے علیحدہ علیحدہ فرائض ہیں۔ اسی طرح مرد اور عورت کے الگ الگ فرائض ہیں۔ عورت کے سپرد گھر کا کام کاج ہے۔ اور مرد کے سپرد باہر کا۔ ان فرائض میں جب تغیر آگیا۔ تو اسی وقت دنیا تباہ ہو جائے گی۔ اس وقت دیکھئے۔ یورپ میں عورتوں نے ایسا فساد برپا کیا ہوا ہے کہ مردوں کا ناک میں دم آیا ہوا ہے اور یہ ان کے اپنے ہی کئے کا بدلہ ہے کہ پہلے انھوں نے خود عورتوں کو بڑھایا۔ اور اسلام پر اعتراض کرتے رہے کہ اس میں عورتوں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کیجاتی لیکن اب انہیں عورتوں سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم رات اور دن کے تغیرات کو دیکھو۔ اور پھر مرد اور عورت کے تغیرات پر غور کرو تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ہر ایک کے کام الگ الگ ہوتے ہیں۔

> فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۙ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی ؕ

اللہ تعالےٰ نے ترقی کرنے کا یہ ایک بہت بڑا گر بیان فرمایا ہے۔ اور یہ بڑا لمبا مضمون ہے ہر ایک کام جو انسان کرتا ہے۔ خواہ وہ سرکاری ہو یا پرائیویٹ۔ دنیا کا ہو یا دین کا۔ اس میں ضرور یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ اوّل من اعطیٰ۔ پہلے کچھ خرچ کرنا پڑیگا۔ گھر سے دینا ہوگا ایک زمیندار جس وقت بارش کا موسم آتا ہے۔ اپنے گھر سے زمین میں غلہ ڈالتا ہے۔ پھر اس کے بعد بہت سا غلہ اس کے گھر آجاتا ہے۔ لیکن اگر وہ کہے کہ میں گھر سے غلہ نہیں ڈالتا اور ہم اسی کو کھائینگے تو اس کے گھر غلہ نہیں آئے گا۔ پہلے اُسے دینا ہوگا اور بعد میں اسکو ملیگا۔ ہر ایک صیغہ اور محکمہ میں یہی حال ہے۔ گورنمنٹیں پہلے لاکھوں روپے خرچ کر کے نہریں نکالتی ہیں۔ پھر مالیہ لیتی اور فائدہ اٹھاتی ہے۔ اگر وہ نہریں نہ نکالیں۔ تو فائدہ بھی نہ ہو۔ گورنمنٹ ملک کی حفاظت کے لئے پولیس اور فوج پر روپیہ خرچ کرتی ہے۔ جو کہ مصیبت کے وقت کے کام آتی ہے۔ لیکن اگر کوئی گورنمنٹ فوج اور پولیس نہ رکھے۔ تو بہت جلدی تباہ ہو جائے تو کل ترقیوں کے لئے سب سے ضروری کام یہ ہے کہ اعطیٰ۔ یعنی خرچ کرو پھر تمہیں فائدہ ہوگا۔ چور کو بھی محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے۔ یہ کم بخت جب گھر سے تیار ہو کر چوری کرنے کے لئے نکلتا ہوگا۔ کتنا ڈرتا ہوگا کہ کوئی پکڑ نہ لے پھر بھی بڑی محنت اور مشقت سے چوری کرتا ہے۔ تو گندے سے گندے کام کرنے والے کو پہلے ضرور محنت کرنی پڑتی ہے۔ پھر جا کر اُسے کچھ ملتا ہے۔

محنت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس کے بعد انسان کو ایک اور بات کرنی ہوگی اور وہ یہ کہ واتقیٰ۔ بہت سی غلطیوں سے اس کو بچنا ہوگا انسان کے لئے ایسی باتیں پیش آتی ہیں جو کہ نقصان رساں ہوتی ہیں ان سے بچنا چاہیئے ورنہ تباہ ہو کر اس کی ساری محنت ضائع ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد اس کو یہ کرنا ہوگا کہ وصدق بالحسنیٰ۔ ایک تو تباہی کے بواعث سے بچے۔ اور پھر نیک باتوں کی تصدیق کرے۔ یعنی جتنی تجربہ سے ثابت شدہ باتیں یا اُصول ہیں۔ انکی تصدیق کرے۔ اور ان پر کاربند ہو۔ آجکل جن حکومتوں نے رائج الوقت اُصولوں اور تجربوں کو چھوڑ دیا ہے وہ دن بدن تباہ ہو رہی ہیں ؎

اور اس کے یہ معنے ہیں کہ پہلے انسان دین کے رستہ میں دے۔ پھر غلطیوں سے بچے اور پھر جو خدا تعالےٰ کی پاک کلام ہو اس کی تصدیق کرے۔ اور اس کے مطابق عمل کرے پس ایسے انسان کے لئے یُسریٰ کی طرف ہدایت ہوتی ہے۔ یُسریٰ کیا ہے۔ ولقد یسرنا القراٰن للذکر فھل من مدکر۔ یعنی ایسے آدمی کے لئے شریعت پر عمل کرنا آسان کیا جاتا ہے۔ جب انسان پہلے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے پھر جو روکاوٹیں اس کے سامنے آتی ہیں ان سے بچتا ہے۔ اور پھر خدا کی طرف سے جو احکام نازل ہوتے ہیں۔ ان پر عمل کرتا ہے۔ تو اس کو نیک کام کرنے کی مشق ہو جاتی ہے۔ اور مداومت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا دل کھل جاتا ہے۔ ابتدا میں بعض لوگ نماز پڑھتے ہوئے گھبراتے ہیں لیکن جب انہیں ربط ہو جاتا ہے تو ان کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ جب تک نماز نہ پڑھیں۔ چین نہیں آتا۔

حضرت معاویہ کی نسبت لکھا ہے کہ ایک دفعہ انکی نماز قضا ہو گئی۔ تو وہ اتنے روئے کہ خدا تعالیٰ نے نماز سے بڑھ کر ثواب عطا کر دیا۔ دوسرے دن جب سوئے تو انہوں نے دیکھا کہ شیطان مجھے جگا رہا ہے اور کہتا ہے کہ اٹھ کر نماز پڑھو۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم کیوں مجھے نماز کے لئے کہتے ہو۔ تم تو نیک کاموں میں روک ڈالا کرتے ہو۔ اُس نے کہا کہ کل تم نماز کے قضا ہو جانے کی وجہ سے اتنا روئے کہ خدا نے نماز سے زیادہ ثواب دے دیا۔ آج میں اس لئے جگاتا ہوں کہ نماز قضا ہو جانے کی وجہ سے تمہیں زیادہ ثواب ملے نیک کام کرنے اور خدا تعالےٰ کے احکام پر چلنے کا انسان کے دل میں اشتیاق پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اسی کا نام تیسر ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی شریعت کے احکام اس کے لئے آسان ہی نہیں کر دیئے جاتے۔ بلکہ ان سے اس کو محبت پیدا کر دی جاتی ہے ؎

> وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۙ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۙ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی ؕ

اور جو نہیں خرچ کرتا یعنی جو اپنے گھر بیٹھ رہے اور کہے کہ ہمیں محنت کرنے اور زمین میں بیج ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ دانے ہم خود کھائیں گے اور بے پرواہی کرے کہ ہمیں کوئی ضرورت نہیں اور کوشش نہ کرے۔ اور صداقتیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوں اُن سے فائدہ نہ اُٹھائے یا دُنیاوی ترقی کے سامانوں سے فائدہ نہ اُٹھائے تو اس کے لئے عسر یعنی سختی آسان کر دی جائے گی۔ بدکاریوں میں پڑنے کی وجہ سے جو کام بھی وہ کرتا ہے وہ اس کے لئے رنج اور مصیبت ثابت ہوتا ہے۔

فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی سے یہ بھی مُراد ہے کہ ایسے آدمی کو بدیوں میں لذت آنی شروع ہو جاتی ہے۔ ایک انسان ایسا ہوتا ہے جو بد صحبت کی وجہ سے بدی تو کرتا ہے یا بدی کرنے کی اس کو عادت پڑ جاتی ہے لیکن اپنے آپ کو ملامت بھی کرتا رہتا ہے اور بدی کرنے کے بعد پچھتاتا ہے۔ لیکن بعض ایسے کم بخت ہوتے ہیں جو کہ بدکاری کر کے خوش ہوتے ہیں یہاں ایسی ہی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب انسان ایسا گندہ ہو جاتا ہے تو پھر اس کا دل مسخ کر کے اُسے ایسا کر دیا جاتا ہے کہ اُسے بدیوں میں بھی لذت آتی ہے ؎

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ پہلے تھوڑی بدی کرتے ہیں۔ لیکن پھر ترقی کر کے بڑھ جاتے ہیں تو ان کے لئے آسانی ہو جاتی ہے یعنی گناہ کر کے لذت محسوس کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بعض چوروں سے پوچھا کہ کیا تمہارا نفس تمہیں کبھی ملامت نہیں کرتا۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں ہم بھی تو محنت کر کے روپیہ حاصل کرتے ہیں۔ ایک آدمی قلم کے ذریعہ محنت کر کے روپیہ کماتا ہے۔ ہم اس ذریعہ سے روپیہ کماتے ہیں۔ تو اس میں نقص ہی کیا ہے۔ پس ایسے آدمیوں کی برائی کو محسوس کرنے والی حسیں ہی ماری جاتی ہیں۔ اور ان کو برائی بھی بھلائی ہی معلوم ہوتی ہے

وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى ۝ اور مال و دولت اس کو نفع نہیں دیگے۔ جبکہ وہ ہلاک کیا جائے گا ؎

إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَى ۝ ہدایت دکھانا ہمارے ذمہ ہے۔ پس جبکہ یہ ہمارے ذمہ ہے۔ تو جیسے کوئی کام کریگا۔ ویسی ہی اس کو ہم راہ دکھائینگے۔ اگر نیک کریگا تو نیک راہ۔ اور اگر بد کریگا تو بری راہ ؎

وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَى ۝ اور یہ بھی یاد رکھو کہ تم ہمارا مقابلہ کرتے ہو۔ اسلئے کبھی سکھ نہ پاؤ گے۔ کیونکہ آخرۃ میں بھی تم نے ہمارے ہی قبضہ میں آنا ہے۔ اور دنیا میں بھی ہمارے ہی قبضہ میں ہو ؎

فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى پس دیکھو ہم نے تم کو شعلے مارنے والی آگ سے ڈرایا ہے۔

لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝ اس میں وہی شخص ڈالا جائے گا۔ جو نہایت شقی ہو گا ؎

الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۝ جس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو اور سچائی کے قبول کرنے سے منہ پھیر لیا۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى اور ایک طرف کر لیا جائے گا اس آگ سے وہ متقی جس نے اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں اسلئے دیا کہ پاک ہو جائے۔ اور ایسے حال میں احسان کرتا ہے۔ جبپر احسان کرتا ہے۔ اس کا اس پر کوئی ایسا احسان نہیں ہوتا کہ جس کا بدلہ اسکے ذمہ ہو۔ یعنی بعض لوگ کسی کے پہلے احسان کی یاد میں اس کی مشکل میں کام آتے ہیں مگر مومن کی یہ شان ہے کہ وہ ایسے لوگوں پر بھی احسان کرتا ہے کہ جن کا اس پر کوئی احسان نہیں ہوتا ؎

إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ مگر اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہے، یعنی اس کا مال دینا کسی پچھلے احسان کا بدلہ اتارنے کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنیکے لئے ہوتا ہے

وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝ اور خدا تعالیٰ اس شخص سے جلد راضی ہوگا ؎

سورۃ الضحیٰ - رکوع اوّل

(مورخہ ۲۴ جون ۱۹۱۴ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالضُّحَى ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى ۝ ہر ایک انسان یہی چاہتا ہے کہ کبھی وہ پیچھے کی طرف نہ جائے۔ بلکہ اس کی ترقی ہوتی رہے۔ اور لوگ اس بات کے لئے دن رات کوشش کرنے اور زور مارتے رہتے ہیں۔ لیکن کامیابی بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اور اکثر بڑی بڑی کوششوں اور محنتوں کے بعد ٹھوکریں کھا کھا کر پیچھے ہی گر جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ ہم شہادت کے طور پر ضحیٰ کو پیش کرتے ہیں۔ اور پھر ایک رات کو۔ جو اندھیرے میں اپنے کمال کو پہنچ چکی ہے۔ اس کو بھی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں ؎

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى ۝ کس بات کی شہادت کے لئے۔ اسلئے کہ تیرے رب نے تجھ چھوڑا نہیں۔ تجھ سے بالکل قطع تعلق نہیں کر لیا تجھ سے ناراض نہیں ہو گیا ؎

قلیٰ۔ (۱) ناراض ہو جانا (۲) بالکل قطع تعلق کر لینا (۳) چھوڑ دینا۔

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَى ۝ اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ ہر ایک پچھلی گھڑی تیرے لئے پہلی گھڑی سے بہتر ہے ؎

اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے، کہ یہ شہادتیں ہیں۔ ان کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے۔ کہ جس طرح رات کے سخت تاریک ہو جانے کے بعد دن چڑھتا ہے۔ اسی طرح تیرے لئے بھی ترقیات ہیں۔ اور وہ ضحیٰ کی طرح کی ہونگی ؎

ضحیٰ۔ دن کے زوال سے پہلے وقت کو کہتے ہیں (سارے دن پر بھی بول لیتے ہیں) لیکن اصل معنی زوال سے پہلے کے وقت ہی ہیں۔ تو گویا اس کا یہ مطلب ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقیوں میں زوال کبھی آئیگا ہی نہیں بلکہ ترقی ہی ترقی ہوتی رہے گی۔ جس طرح بڑی تاریکی کے بعد روشن دن چڑھتا ہے۔ اسی طرح جو تاریکیاں تیرے راستہ میں ہیں وہ دور ہو جائینگی اور تیرے لئے کامیابی کا دن چڑھ آئے گا۔ جیسے نہایت تاریک رات کے بعد روشن دن ہوتا ہے۔ اسی طرح تمہاری تکالیف بھی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے رحم اور فضل کا سورج ان تمام تاریکیوں کو کاٹ دیگا۔ اور تمہارا انجام بہت اچھا ہو گا۔ اور جس چیز کا انجام بہتر ہوتا ہے وہی بہتر ہوتی ہے مثلاً اگر ایک طالب علم سارا دن سوتا رہے اور بالکل محنت نہ کرے تو وہ بظاہر آرام اور آسایش میں معلوم ہو گا اور وہ لڑکا جو رات کو بھی پڑھائی میں لگا رہے۔ دکھ اور تکلیف میں